

غلام عباس اردو کے مشہور افسانہ نگار تھے۔ ”اور کوٹ“ ان کا معروف افسانہ ہے جس میں ہمارے معاشرتی رویوں پر تنقید کی گئی ہے کہ ہم وہ ہوتے نہیں جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ حقیقت کو بناوٹ کے پردوں میں نہیں چھپایا جاسکتا۔ ملمع سازی اور قلعی ایک دن کھل جاتی ہے۔

جنوری کی ایک شام کو ایک خوش پوش نوجوان ڈیوس روڈ سے گزر کر مال روڈ پر پہنچا اور چیرنگ کر اس کی طرف مڑ گشت کرتے ہوئے چلنے لگا۔ وہ بڑا فیشن ایبل دکھائی دے رہا تھا، جسم پر بادامی رنگ کا اور کوٹ، سر پر سبز فیلٹ ہیٹ، گردن کے گرد سلک کا سفید گلوبند لپٹا ہوا، ایک ہاتھ اور کوٹ کی جیب میں دوسرے میں چھوٹی سی چھری تھامے اپنے آپ میں مگن چلتا جا رہا تھا۔ اس وقت سردی خاصی شدید تھی مگر اس نوجوان پر اس کا کوئی اثر محسوس نہیں ہو رہا تھا، بلکہ اس کی طبیعت کی چونچالی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اس نے رومال نکال کر بڑی نفاست سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پھر قریب ہی گھاس پر کھیلنے والے بچوں کو دیکھنے لگا جس پر تھوڑی دیر بعد وہ بچے ہنستے کھیلتے وہاں سے چلے گئے۔

مال روڈ پر اس وقت گاڑیوں، سائیکلوں اور پیدل چلنے والوں کی خاصی بھیڑ تھی۔ آنے جانے والوں میں ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگ شامل تھے جن میں تاجر، سرکاری افسر، لیڈر، فن کار، کالجوں کے طلبہ و طالبات، نرسیں، اخباروں کے نمائندے، دفتروں کے بابوزیادہ تر لوگ اور کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ مگر نوجوان نے جو اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اُس کا کپڑا خاصا پرانا تھا مگر خوب بڑھیا تھا۔ وہ کسی ماہر درزی کا سلا ہوا تھا۔ سلوٹ نام کو نہیں تھی نوجوان اس میں بہت مگن معلوم ہوتا تھا۔ یہ نوجوان سینٹ کے ایک بچ پر بیٹھ گیا اور آنے جانے والوں کو دیکھنے لگا۔ ایک بلی بھی اس کے قریب آ بیٹھی وہ پیار سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس نے پان سگریٹ بیچنے والے ایک لڑکے سے سگریٹ لیا اور آہستہ آہستہ سگریٹ کے کش لگانے لگا۔ تھوڑی دیر یونہی سستانے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک دفعہ پھر مال روڈ کی پٹری پر پہلے کی طرح مڑ گشت کرنے لگا۔ ایک ہوٹل میں آرکسٹرانج رہا تھا۔ ہوٹل کے باہر بہت سے مفلوک الحال لوگ حسرت سے اندر دیکھ رہے تھے، وہ نوجوان بھی چند لمحوں کا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

راستے میں وہ ایک بک سٹال اور قالین فروش کے پاس رکا۔ شام سے اب تک کوئی چہرہ اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا۔ اب وہ ہائی کورٹ کے سامنے سڑک عبور کر رہا تھا کہ پیچھے سے ایک اینٹوں سے بھری تیز رفتار لاری آئی اور اسے کچلتے ہوئے نکل گئی۔ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر ڈرائیور لاری بھگالے گیا۔ نوجوان سڑک پر زخمی حالت میں تڑپنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے اور سڑک پر سے گزرنے والے ایک ٹریفک انسپکٹر کی مدد سے نوجوان کو ایک کار میں ڈال کر میو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ابھی اس میں رفق بھر جان باقی تھی۔ اسے سٹریچر پر ڈال کر آپریشن روم لے جایا گیا جہاں ایک ڈاکٹر مسٹر خان اور دو نرسیں مس شہناز اور مس گل موجود تھیں۔ بادامی رنگ کا اور کوٹ ابھی تک اس کے جسم پر تھا۔ سر میں لگائے گئے تیل کی خوش بوا بھی تک باقی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں بری طرح کچی گئی تھیں اور خون بڑی مقدار میں بہہ چکا تھا۔

آپریشن روم میں جب اس کا لباس اتارا جا رہا تھا تو جوں ہی گلوبند اترا، نرسیں حیران ہوئیں کیوں کہ نوجوان قمیص سے محروم تھا۔ اور کوٹ کے نیچے ایک پٹا پرانا سوٹر اور خستہ حال بنیان تھی۔ پتلون بھی انتہائی پرانی اور گھسی ہوئی تھی، جسے بیلٹ کے بجائے ایک پرانی نکلائی سے باندھا گیا تھا۔ پاؤں میں ایک جیسی جرابیں نہ تھیں اور اتنی پرانی اور پھٹی ہوئی تھیں کہ نوجوان کی میلی ایڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ نوجوان دم توڑ چکا تھا۔ نوجوان کی جیبوں سے کنگھا، رومال، آدھا سگریٹ، ڈائری اور اشتہار برآمد ہوئے۔ افسوس کہ بید کی چھری جو حادثے میں گم ہو گئی تھی، اس فہرست میں شامل نہ تھی۔

(جاڑے کی جان دنی)

﴿مکالمہ نویسی﴾

موظفین ناموں کے درمیان اساتذہ کے احترام

منظومه (طارق) اوردانم غلامتیں۔ فخر کا وقت ہے ادا کر دو۔
طالب شہم، اس میں اس کے گیتیں۔ اور فخر قدیم صاحب انجمن ہونے
کا بیخ کن ہے۔ ان کے ایک مطلب نام ان کے گیتوں سے جوئی کا ہے
اس پر ہادی، ہمارے ہرگز نہ کرنا ہے۔

طابق: قلند، کبود، چو کوکب، عظیم، منشی حکیم، منشی احمد، منشی تاج الدین
خالص: طابق، ایہ کوئی تحریر یا دستخط نہیں ہے۔ ترجمہ: عاشر
اساتذہ کا احترام اللہ کے ساتھ ہے۔

طاسق: یہ ہر مذکورہ بات چٹکے توڑی ہوئی ہے۔
خالہ: دادا کی اسی سے بڑی لڑکی کہی جاسکتی ہے۔

طابق : و توبہ نہ کہ دنیا کی جانی چلے جائے
خالص : استاد قوم کا قول ہے ۔ یہ قوم اور معاشرہ
کا ہے ۔

۷ شیخ علقمب ہے اک غصابت مہر
اس کی غصابت ہے روح انسانی

مطابق: آج کے طالب علم استاد خیرت نگر کے طالب ہی نہیں بلکہ مکتوب
 کا ادب، پانچویں، سب ادب ہے، پنجویں کے حقائق ہی وہ ہیں
 حاصل کردہ

خاتمہ: اساتذہ کرام! یہ لکھی گئی والدہ فہم میں۔ دعا میں سے اگر کوئی شک
پڑ گیا ہے تو لکھا ہے۔

طاعة و امرائه، و قومه مشهور، و هو نافع المصطفى، و النافع

خالد، کہیں ہیں کہ کسی زمانے میں راستہ گم نہ ہو، اور کامیاب تاجر بنیں۔

طابق: مختار شریق طلوعہ اور غروبہ کا واسطہ ہے۔

خالد و علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

مے توں کی شاہ کہ صل بیہ نصرت
 کہو تر گھر نشند، پانہ

[illegible]

لاریق و اساتذہ جمعہ مقدس رضیہ پاکہ میں کے متعلق تحریر فرمادے

”ہے شک ہے علم بنکر ہو گیا۔“

سازش و توطئه در این داستان که کما که در باب اخلاقی و تربیتی است

ادق و استند بپس باز در آن کائنات و فیض سلطنت است و در شکر و حمد
کاشعین و مستند و در فیض سلطنت و شکر و حمد و در شکر و حمد
خاسته و در

میرزا حسن خان قزوینی

اھل فطن تو امتداد ہی جاتے ہیں۔

مستند الامام العلاء بن ابي طالب عليه السلام

۷۔ کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آمدنی، آمدنی بناتے ہیں

طابق: اساتذہ قعودہ ہنس جاتی ہے۔ بھابھہ بچہ نہیں دیکھا اسلم کہہ رہی تھی۔

خالد: دوست داشتنی خدیجه انصاری، به نظر تو اگر مرانی تو بهادر و شجاع باشد
چون پهلوان بگو، بد اندیشه و استبداد فکر باشد.

طابق: مکہ عالیہ استاذہ کہ تخلص سہی کو نامہ چاہے ہو۔
خالد: استغفرکے خلاف ہو چاہے۔

[illegible]

اگر کسی شخص نے فعل کے متعلق کوئی شک یا سوال کیا ہے تو اسے اس شخص کو اس شخص کے پاس لے جائیے۔

[illegible]

”میرا باپ فقہ آسمان سے زمین پر لایا اور میرا استاد

مطارق: ایک روایت ہے کہ یہ نام اس مقام سے ملتا ہے جہاں سے

خالد: یہاں تو میری خواب کی ایک جگہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ

طابق و این واسطه این تصرف مشروطی و این واسطه که انضمام این است
چگونه انضمام و اساتذہ کا بیت انضمام کرتا ہے۔

خالہ: کسی بچہ کی والدہ کی والدہ کو خالہ کہتے ہیں۔

1. *Staphylococcus aureus*